ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

راشد الحق
پی ایچ ڈی اُردو سکالر، یونیورسٹی آف کراچی
ڈاکٹر صدف فاطمہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف کراچی

پیر بخش پیرؔ کے فارسی سے اُردو میں منظوم تراجم

Rashid ul Haq
Ph.D Urdu Research Scholar, University of Karachi.
Dr. Sadaf Fatima
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Karachi.

Versified Translations of Persian into Urdu by Peer Bakhsh Peer

There is a tradition of versified translations of Urdu literature. This can be particularly seen in both poetic and prose works of Sheikh Saadi. These literary works have been translated a number of times but no serious effort has been done so far to make a versified translation. Gobind Parshad has done translation of Bostaan Saadi with the title of 'Bostaan Mutarjim'. Peer Bakhsh Peer believes that he has not only done versified translations of Kareema, Bostaan and Gulistaan but also stories 'Mukhtalifa' (Gulzaar e Dabistaan). In this article, versified translation of Peer Bakhsh Peer has been treated as a subject matter. There is no doubt at the fact that versified translations of Peer Bakhsh Peer will be considered an important milestone. Peer Bakhsh Peer has not only done versified translations of Sheikh Saadi but he has also done translation of first edition of 'Masnavi' of Maulana Rome. All of these translations are an important addition to versified Urdu literature.

Keywords: *Peer Bakhsh Peer, Versified Translations, Bostaan Saadi Kareema, Gulistaan, Sheikh Saadi, Manzuun-kalaam, Dera Ghazi Khan, Rasoolpur.*

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

جام پور سے چھ میل کے فاصلہ پر قصبہ رسول پور ہے۔ یہ قصبہ ۱۹۳۳ء میں آباد ہوا۔ علاقہ رسول پور کا رقبہ غلام رسول خان قرائی نے دیا تھا [۱]۔ پیر بخش پیرؔ رسول پور کے رہائشی تھے۔ آپ کا نام مولوی پیر بخش اور تخلص پیرؔ رسول پوری ہے [۲]۔ آپ کے والد گرامی کا نام احمد خان عرف جاڑا خان تھا۔ قصبہ رسول پور میں اُن کے والد گرامی کے نام سے آج بھی ایک محلہ (جاڑاویڑھا) کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۸۰ء میں بھمبھے والا نزد شرقاً کوٹلہ مغلان تحصیل جام پور میں ہُوئی۔ [۳]

بچپن سے آپ اُردو اور سرائیکی زبان میں شاعری کیا کرتے تھے۔ عملی زندگی کا آغاز آپ نے بطور مدرس کیا۔ موجودہ تحصیل روجھان اور چوٹی زیریں میں ہیڈ ماسٹر کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ ان علاقوں کے معزز بلوچ قبائل یعنی مزاری، دریشک اور لغاری قبائل کے سرداروں کے اُستاد ہونے کی حیثیت سے آپ کو خاطر خواہ عزّت اور پذیرائی ملتی تھی۔ آپ نے اپنے علاقہ میں لائبریری کی بنیاد ڈالی اور ان کی ذاتی لائبریری میں اُس وقت ان کی بیس سے زائد کتب غیر مطبوعہ موجود تھیں۔ بقول جمشید احمد کمتر صاحب:

> ”اُن کے اِس نادر سرمائے کی مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے اُن کی بہت سی کتب گم بھی ہو چکی ہیں۔“ [۴]

ایک زبان سے دوسری زبان میں فن پارے کو منتقل کرنے کے عمل کو ترجمہ کہا جاتا ہے [۵]۔ اردو ادب میں تراجم کی روایت کافی پرانی ہے یہ تراجم فارسی عربی زبان سے اردو میں ہوئے ہیں سترویں صدی عیسوی میں ملا وجہی کی سب رس (۱۶۳۵ء) کی تصنیف کو ترجمہ شدہ تصنیف مانا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے بھی دکن میں شاہ میراں جی نے بھی اُردو تراجم کیے یہاں میرا مقصد ابتدائی نقوش تلاش کرنا نہیں بلکہ یہ واضح کرنا ہے کہ اُردو زبان کے دامن کو جو وسعت حاصل ہوئی ہے وہ عربی اور فارسی زبان سے تراجم کی وجہ سے ملی ہے۔ اُردو تراجم کی روایت میں کئی نام گنے جا سکتے ہیں جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں انشا اللہ خان انشاؔ، سر سید احمد خان، محمد حسین آزادؔ، ڈپٹی نذیر احمد سامل ہیں۔ جن اداروں نے تراجمہ نگاری کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ان میں سینٹ جارج کالج مدراس، فورٹ ولیم کالج کلکتہ، دہلی کالج اور دارالترجمہ عثمانیہ قابل ذکر ہیں۔ ان اداروں سے اہم تصانیف فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ ہوئیں جو آج بھی زندہ و جاوید ہیں۔ پہلے دور میں ادیبوں نے دیگر زبانوں سے اُردو میں ہونے والے نثری تراجم کو اہمیت دی اس کے بعد اُردو ادب کے شعراء میں کئی شعراء کرام نے دیگر زبانوں سے منظوم تراجم کی طرف توجہ کی۔ فارسی اور انگریزی زبان سے اُردو میں منظوم تراجم کرنے والے ادیبوں نے کی ایک لمبی فہرست تیار کیا جا سکتی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

ہے۔ لیکن یہاں طوالت سے بچنے کے لیے ان میں سے چند اہم نام شاملِ مقالہ ہیں جن میں میر اجی، ن م راشد، فیض احمد فیض، منٹو، عظمت اللہ خان اور علامہ اقبال شامل ہے یہ نام اس لیے بھی اہم ہیں کہ انہوں نے زیادہ تر انگریزی زبان سے منظوام تراجم کیے اور انہیں کے ہم عصر شاعر پیر بخش پیّر نے فارسی زبان سے منظوم تراجم کیے ہیں۔

ترجمہ نگاری کا فن بظاہر تو آسان کا نظر آتا ہے لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ اس میں مترجم کو اس زبان سے پوری طرح واقفیت ہونی چاہیے جس زبان سے ترجمہ کیا جارہاہے اور جس زبان میں ہو رہا ہے اگر مترجم کو ایک زبان پر بھی پوری طرح دسترس حاصل نہیں ہو گی تو وہ اس فن پارہ کو دوسری زبان میں منتقل کرنے سے قاصر ہو گا۔[۶]

نثر سے نثر میں کسی زبان کا ترجمہ کرنا بہر حال اتنا مشکل کام نہیں، لیکن یہ کام اس وقت مشکل تر کام بن جاتا ہے جب کسی نثری فن پارے کو منظوم ترجمہ کی شکل میں پیش کرنا ہو۔ نثر کا نثر میں تراجم ہو یا نثر کا منظوم تراجم دونوں ہی مشکل کام لیکن ان سے بڑھ کر کسی زبان کا نظم سے نظم میں ترجمہ کرنا مشکل ترین کام ہوتا ہے ویسے نثری تراجم میں لفظی ترجمہ، آزاد ترجمہ اور معتدل یا تخلیقی ترجمہ ہوتا ہے۔ نثری ترجمہ نگاروں نے ابلاغ کو اہمیت دی ہے لیکن انگریزی کے شاعروں نے کہا تھا شاعری کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اس بات کی تصدیق ہمارے معاشرے کے ناقص ترجمہ نگاروں نے کر دی ہے۔ ایذرا پاؤنڈ EZRA POUND نے شاعری کا ترجمہ کرنے کے لیے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا:

(۱) فونا پوئیا ---- ایسی شاعری جس کا ترجمہ کیا جا سکے۔ (۲) میلو پوئیا ---- ایسی شاعری جس کا ترجمہ نہ ہو سکے۔ (۳) لوگو پوئیا ---- ایسی شاعری جس میں من و عن ترجمہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لیکن شاعر کے اصل خیال کی عکاسی ضرور ہو۔ اس میں "ابلاغِ مفہوم" کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ ابلاغ کے لیے ترجمہ نگار مندرجہ ذیل نکات مدِ نظر رکھتا ہے؛

۱۔ کسی فن پارے کا لفظی ترجمہ۔ ۲۔ خارجی یا داخلی خصوصیات کا درجہ۔ ۳۔ فن پارے کی تلخیص یا تشریح۔ ۴۔ مصنف کا بنیادی خیال کو اپنی زبان میں پیش کرنا

لفظی ترجمہ لغت کی مدد سے ترجمہ کیا جا سکتا ہے لیکن یہ صورت حال نثر کے لئے تو کارگر ہو سکتی ہے مگر نظم کے لیے بالخصوص منظوم تراجم میں ناکام ہے۔[۷]

بعض اوقات تراجم میں آزاد ترجمہ اور لفظی ترجمہ کیا جاتا ہے۔ جب مترجم کسی فن پارے کا ترجمہ تشریحی یا تلخیص کی صورت پیش کرتا ہے تو یہ عمل منثور ترجمہ کے لیے تو کسی حد تک مددگار ثابت ہو سکتا ہے لیکن منظوم ترجمہ میں تشریح کے عمل سے مترجم اپنے اصل مقصد سے دور ہو جاتا ہے اور تلخیص میں مترجم اصل فن پارے کے مفہوم ابلاغ کو صحیح طور پر سامنے نہیں لے آتا اسی طرف ڈاکٹر عنوان چشتی صاحب نے بھی اشارہ کیا ہے کہ فن پارے کی تشریح یا تلخیص کا عمل ترجمہ تو کہلاتا ہے لیکن یہاں بھی اضافہ و حذف کا عمل مترجم کے لیے اور فن پارے کی مکمل خصوصیات کو لے کر سامنے نہیں آتا۔[۸]

نثری تراجم میں ترسیل ابلاغ کو تو اہمیت حاصل ہے لیکن منظوم تراجم میں اظہار جذبات و کیفیات کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ ترجمہ میں سلیس زبان استعمال کی جائے۔ ڈاکٹر جانس کا دعویٰ ہے کہ شاعری کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا جب کہ شاعری کے معیاری تراجم ہوئے ہیں بے شک منظوم تراجم کا کام مشکل کام ہے لیکن ان منظوم تراجم کی روایت کو مزید آگے بڑھانے میں پیر بخش پیر بھی شامل ہیں۔ منظوم تراجم ایک مشکل کام ہے، اسی طرف اکبر الہ آبادی نے انھی منظوم تراجم کی مشکلات کا اعتراف کیا ہے اور ساتھ میں منظوم تراجم کرنے والوں کے لیے رہنمائی بھی پیش کی ہے کہ:

اگر ترجمہ ہو تو مطلب ہو خبط۔۔۔۔۔ معانی میں پیدا نہ ہو ربط وضبط
مواقع ہیں یہ، جن سے ڈرتا ہوں میں۔۔۔۔۔۔ مگر خیر کچھ فکر کرتا ہوں میں

نظم کو نثر کی صورت میں پیش کرنے سے اس فن پارہ کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے جس سے پہلے سے موجود شعر میں تاثیر ختم ہو جائے گی جو اصل فن پارے میں تھی بلکہ کوئی فن پارہ نظم کی صورت میں ہو تو اس کا ترجمہ نظم کی صورت کرنا چاہئے کیوں کہ نظم سے نظم میں کرنے سے فن پارہ کی نوعیت میں تبدیلی نہیں آتی۔ لیکن نظم سے نظم میں ترجمہ اس وقت کامیاب ہو سکتا ہے جب شاعر اس نظم کو پوری طرح سمجھ لے اِس کے لیے ضروری ہے کہ مترجم کو اس زبان پر پوری طرح دسترس ہونی چاہیے۔ تب وہ اس نظم کو اپنے الفاظ میں نئے سے باندھے اس طرف ڈاکٹر شان الحق حقی صاحب اپنے مضمون میں اشارہ کرتے ہیں:

"ترجمہ جبھی کامیاب ہو سکتا ہے کہ اصل نظم شاعر کے ذہن میں رس بس جائے وہ اسے واقعی اپنالے اور پھر اپنے الفاظ میں نئے سرے سے تخلیق کرے"[۹]

فارسی زبان کے شعراء کے ادوار کو محققین نے پانچ بڑے خاندانوں میں تقسیم کیا ہے اس تقسیم کے ہر خاندان کو ایک سبک کہا جاتا ہے سبک کا مطلب ہے مختلف شعراء ایک مخصوص اسلوب نگاری کی پیروی کرتے ہیں جس میں مضمون کی بندے علم بیان و بدیع کا استعمال اور دیگر انداز فکر ایک ہوتی ہے

(۱)۔سبک خراسانی۔(۲)سبک عراقی،(۳)سبک ہندی،(۴)سبک جدید،(۵)سبک بازگشت

سبک عراقی کے شعرا کی خصوصیات یہ ہیں۔(۱)شعرا اپنی علمی فضیلت کی وجہ سے نمایاں تھے۔(۲)گردشِ روزگار کے خلاف لب کشائی کی ہے۔(۳)تاریخی اور فلسفیانہ اصطلاحات کا استعمال بے دریغ کیا ہے۔(۴)مشکل ترین قافیہ اور ردیف میں طبع آزمائی کی ہے۔(۵)صنائع لفظی نمایاں ہے(۶)تصوف اور فلسفیانہ تلمیحات کا استعمال۔(۷)پند کے مضامین

سبک عراقی میں شعرا کے چند نام درج ذیل ہیں۔(قصیدہ گو)انوری،خاقانی،ظہیر فاریابی،امیر معزی ،جمال الدین اصفہانی،کمال اسمٰعیل اصفہانی۔(غزل گو)سعدی،عراقی،حافظ،(مثنوی)نظامی گنجوی،خواجہ فرید الدین عطار،سعدی،جلال الدین رومی،(رباعی)عمر خیام،،عبد اللہ انصاری امیر خسرو ہیں۔سبک عراقی کا دور چھٹی صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے اور نویں صدی ہجری تک ہے اس کا نام عجمی عراق کی وجہ سے سبک عراقی پڑا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ یہ ایران کے شہر شیراز میں ۱۲۱۰ء میں پیدا ہوئے ان کا تعلق بھی اسی سبک سے ہے۔ ان کے علاوہ مشہور نام مولانا روم بھی اسی سبک سے تعلق رکھتے ہیں۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ کی کریما،گلستان، بوستان اور دیوان سعدی اہم تصانیف ہیں۔ شیخ سعدی کے کلام کے تراجم اور شرحیں کافی تعداد میں شائع ہوئی ہیں اور شائع ہو بھی رہی ہیں۔ مولانا روم کی مثنوی کی بھی اہمیت فارسی زبان میں مسلم ہے۔ برصغیر میں شیخ سعدی اور مولانا روم کے کلام کے گرویدہ لوگ آج بھی موجود ہیں اوران کا کلام آج بھی ہمارے دینی مدارس میں پڑھایا جاتا ہے۔ برصغیر کے ادیبوں کو فارسی زبان سے لگاؤ رہا ہے ایسی لگن کی وجہ سے فارسی تصنیف کو اُردو میں منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ان مترجمین میں معروف ادبی شخصیات شامل ہیں جنھیں نہ صرف فارسی شاعری سے دلی لگاؤ تھا بلکہ وہ خود بھی شاعر تھے اور منظوم ترجے جیسے مشکل فن کے تقاضوں سے رمز آشنا تھے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اچھا مترجم وہ ہوتا ہے جو مفہوم کو ایک زبان سے دوسری زبان میں اچھی طرح سے منتقل کر سکے اور منظوم ترجمے کی باریکیوں سے بھی واقف ہو۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ مترجم کو ایک ہی وقت

دونوں زبانوں پر عبور حاصل ہونا چاہیے، اس کے علاوہ وہ تہذیبی اور ثقافتی اقدار اور روایات سے بخوبی واقف ہو۔ شیخ سعدی اور مولانا روم کی فارسی تصانیف کے بہت سے اُردو تراجم اور شرحیں موجود ہیں۔

گوبند پرشاد متخلص بہ فضا بن دینی پرشاد نے شیخ سعدی کی تصنیف بوستانِ سعدی کا منظوم ترجمہ بوستانِ مترجم کے نام سے کیا یہ تصنیف ۱۸۸۰ء میں مطبع نول کشور کانپور کی طرف سے شائع ہوئی اس تصنیف کے کل صفحات کی تعداد ۳۳۲ ہے بوستانِ سعدی بحر متقارب میں لکھی گئی گوبند پرشاد نے بھی اسی بحر کو استعمال کیا اور پیر بخش پیر صاحب نے بھی بحر متقارب ہی کو مثنوی کے انداز میں منظوم کیا۔ نمونہ کے طور پہ دونوں شاعروں کے منظوم تراجم پیش کر رہا ہوں۔

گوبند پرشاد کا منظوم ترجمہ:

نہ جانوں یہ کس نے کہا ماجرا	کہ ملکِ یمن میں تھا اک بادشاہ
کوئی نامور، نامیوں میں نہ تھا	خزانہ لٹانے میں اس سے سوا(۱۰)

پیر بخش پیرؔ کا منظوم ترجمہ:

کسی نے کہا ہے کہ شاہِ یمن	(10848)	خزانے میں رکھتا تھا سب مال و دھن
سخاوت سے رُکتا نہ تھا اُس کا ہاتھ	(10849)	غریبوں یتیموں کا دیتا تھا ساتھ

پیر بخش پیرؔ اُردو اور فارسی کے شاعر تھے انہیں منظوم ترجمے کی باریکیوں کے بارے میں پوری طرح علم تھا۔ سب سے اہم بات جس کی طرف پیر بخش پیر نے اشارہ کیا ہے کہ میں اردو تراجم کیوں لکھ رہا ہوں وضاحت کی جو ان کی تصنیف بوستان (منظوم تراجم) میں سببِ نظم کتاب میں لکھا ہے کہ:

مجھے شیخ سعدیؒ سے رہتا ہے پیار	(۹۳۰۶)	کتب اُن کی پڑھتا ہُوں لیل و نہار
مضامین اُن کے بہت ہیں پسند	(۹۳۰۷)	جو سب کے لئے ہیں بہت سود مند
مگر فارسی اُن کی ہی ہے زبان	(۹۳۰۸)	سمجھتے ہمارے نہیں اُردو داں
خیال آیا مجھ کو کہ ہُوں فیض یاب	(۹۳۰۹)	خیالاتِ سعدیؒ سے سارے صحاب
اِسی طرز کی ہے مری یہ کتاب	(۹۳۱۰)	لیا بوستاں سے ہے یہ انتخاب(۱۱)

برصغیر میں شیخ سعدی اور مولانا روم کی تصانیف کے منثور تراجم اور مختلف شرحیں ہونے کے بعد برصغیر کے ادیبوں نے منظوم تراجم بھی لکھے۔ ان ادیبوں میں پیر بخش پیر نے تصانیفِ شیخ سعدی اور مولانا روم کی

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

مثنوی جلد اول کا منظوم ترجمہ پیش کیا ہے۔ یہ ساری تصانیف مخطوطات کی صورت میں موجود ہیں۔ پیر بخش پیر ؔ کے منظوم تراجم مخطوطات میں کریما(منظوم تضمین)، گلستان (منظوم)، بوستان(منظوم) گلزار دبستان(منظوم) اور مثنوی جلد اول(منظوم) شامل ہیں۔ ان مخطوطات کا تعارف پیش خدمت ہے

مثنوی مولانا روم جلد اول منظوم (الف):

مثنوی مولانا روم جلد اول یہ مخطوطہ جو کہ کل ۱۸۱صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی سائز ۷× ۹ انچ ہے جو نیلے رنگ کے کپڑے کی جلد میں محفوظ ہے۔ پہلے صفحہ پر " پیدائش حکیم غلام فرید ۱۸۷۷ء بھمبھے والا، وفات ۱۹۵۷ء رسول پور" درج ہے۔ یہ بے داغ نسخہ ہے۔ اس مخطوطہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی پہلا حصہ جو ۱۲۴صفحات پر مشتمل ہے یہ مثنوی مولانا روم جلد اول کا متن ہے اور یہ دائیں طرف شروع ہو کر بائیں جانب جاتا ہے جبکہ دوسرا حصہ ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے اور بائیں طرف سے مخطوطہ کی اُلٹ طرف سے شروع ہوا ہوتا ہے یہ حصہ کل ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مختلف عنوانات سے نظمیں شامل ہیں یہ تمام نظمیں ہیں جو تحفہ ءپیر میں درج ہیں سوائے ایک نظم جس کا عنوان ہے "رمضان عطائی صاحب" جس کو شاعری والے حصہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس مخطوطہ میں نیلی اور سیاہ روشنائی کو استعمال کیا گیا ہے اس مخطوطہ کو یعنی مثنوی الف کو مثنوی کی تدوین میں ثانوی مانا گیا ہے۔

مثنوی مولانا روم جلد اول منظوم (ب):

مثنوی مولانا روم جلد اول(ب) یہ دوسرا مخطوطہ ہے جو کپڑے کی جلد میں محفوظ ہے اس پر مثنوی مولانا روم جلد اول لکھا ہوا ہے دائیں جانب اوپر UE-۲۴ لکھا ہوا ہے جو مقامی لائبریری کا نمبر ہے۔ سائز میں ۹×۷ انچ ہے۔ اندرونی طرف سے اخبار کے آٹھ اوراق لگا کر محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے ابتدائی ورق پر" ترجمہ مثنوی مولانا روم جلد اول مع مضامین مختلفہ " لکھا ہوا ہے۔ اگلے ورق پر فہرستِ مضامین درج ہے جس میں نمبر شمار مضامین کا عنوان اور صفحہ نمبر درج ہیں۔ مثنوی کا اصل متن بسم اللہ الرحمن الرحیم سے صفحہ نمبر ایک سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں شامل مضامین مختلفہ جو صفحہ نمبر ایک سو ستائیس سے شروع ہوتے ہیں۔ آخر پر گیارہ اوراق اخبارات اور رسائل کے لگائے ہوئے ہیں جن پر سالنامہ ۱۹۵۶ء درج ہے۔ انہی آخری اخبارات کے اوراق پر پرواحد بخش ٹال پور کے یہ الفاظ بھی درج ہیں کہ:

"کتاب ہذا زیر مطالعہ ہوئی پیر صاحب نے اس میں جو کمالات دکھائے ہے وہ قابل تعریف ہیں اور میں جناب پیر بخش صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ واحد بخش ٹالپور"

گلستان:

گلستان اصل میں تو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مولوی پیر بخش پیؔر نے گلستان کا منظوم ترجمہ کیا ہے۔ یہ مخطوطہ 7x9 انچ ہے یہ گتے کی جلد میں محفوظ ہے۔ یہ وحید نسخہ ہے اور مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے اندرونی طرف سے اخبار بنام "انجام" کے اوراق لگا کر مزید محفوظ کیا گیا ہے اس پر کہیں بھی کوئی تاریخ درج نہیں ہے البتہ اخبار "انجام" جس پر "جلد نمبر تئیس مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۴ء، ۱۲ صفر ۷۴ھ، نمبر ۲۸۰ " درج ہے۔ اس یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ مخطوطہ ۱۹۵۴ء کے لگ بھگ لکھا گیا ہے۔ اس کی ابتداء میں فہرستِ مضامین بھی درج ہے جو صفحہ نمبر نو تک ہے صفحہ نمبر دس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہے بعد میں خداوند تعالیٰ کی تعریف بیان کی گئی ہے اور صفحہ نمبر تیرہ پر "سببِ تالیف کتاب" کے عنوان سے مثنوی کے انداز میں بوستان لکھنے کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ اگلے چھ صفحات جڑ سے کاٹے گئے ہیں۔ جو مصنف کی طرف سے کاٹے ہوۓ معلوم ہوتے ہیں کیوں کہ اگلے صفحہ پر " گلستان منظوم مولفہ پیر بخش احمدانی ساکن رسولپور ضلع ڈیرہ غازی خان "لکھا گیا ہے یہ بے داغ مخطوطہ ہے۔ اس کے بعد اگلے ورق پر باب اول درج ہے جو صفحہ نمبر ستائیس سے شروع ہوتا ہے۔ گلستان منظوم کا اصل متن صفحہ نمبر دو سو بارہ پر مکمل ہوا۔ تکرار سے بچنے کے لیے ان کو ایک ہی جگہ پر متن میں درج کیا گیا ہے۔ آخری پر صفحہ نمبر دو سو اکتالیس درج ہے۔ فہرست مضامین کے صفحات شامل کرکے اس مخطوطہ کے کل صفحات ۲۵۶ ہیں۔ جو عنوانات مشترک ہیں ان میں شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کا تذکرہ حمد خداوند تعالیٰ، نعت سرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خواجہ فرید صاحب چاچڑاں شریف، صحبت کا اثر اور جاندار کلمات کے عنوان سے درج ہے۔ جو صفحہ نمبر ۲۳۳ پر ہے اس کے بعد باقی صفحات خالی ہیں۔

بوستان (الف):

نسخہ بوستان الف گتے کی جلد میں میں محفوظ ہے جس پر بوستان اُردو منظوم مولوی پیر بخش پیر لکھا ہوا ہے۔ سائیڈ میں ۴۶۶ بھی لکھا گیا ہے جو لائبریری نمبر ہو سکتا ہے لیکن مقامی لائبریری کا نمبر UE-۳۸ بھی درج ہے۔ جلد کے ساتھ اخبارات کو بھی چسپاں کیا گیا ہے ابتدائی صفحہ پر " بوستان اردو مولفہ مولوی پیر بخش احمدانی ساکن رسولپور ضلع ڈیرہ غازی خان "لکھا ہوا ہے آٹھ صفحات فہرستِ مضامین کے لیے مختص ہیں اس کے بعد اگلے دو

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

اوراق خالی ہیں۔ صفحہ نمبر تیرہ سے اصل متن شروع ہوتا ہے۔ کل صفحات کی تعداد بشمول فہرست ۳۴۰ ہے۔ ہر حکایت جعلی حروف اور اس کے نیچے عنوان گلابی روشنائی سے دو چھوٹی بریکٹس میں لکھا ہوا ہے۔

بوستان (ب):

نسخہ بوستان (ب) کپڑے کی جلد میں محفوظ ہے۔ جس پر سبز رنگ سے بوستان اُردو لکھا ہوا ہے اس جلد کے ساتھ رسالہ زمانہ کے اوراق چسپاں کئے گئے ہیں رسالہ پر ماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء درج ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ مخطوطہ ۱۹۵۲ء کے لگ بھگ میں لکھا گیا۔ فہرست مضامین دس صفحات پر مشتمل ہے لیکن جہاں سے متن شروع ہوتا ہے اس کے اوپر صفحہ نمبر سینتیس لکھا گیا ہے اور فہرست میں بھی باب اول کا آغاز صفحہ نمبر سینتیس سے شروع ہوتا ہے درمیان کے صفحات جو گیارہ سے چھتیس تک نکال دیے گئے ہیں اس طرح سے اس مخطوطہ کے کل صفحات کی تعداد فہرست مضامین کو شامل کرنے سے ۲۶۹ بنتی ہے۔ اس مخطوطہ میں دو رنگ کی روشنائی استعمال کی گئی ہے سیاہ اور ہلکی گلابی ہے۔ ہر حکایت جعلی حروف اور اس کے نیچے عنوان گلابی روشنائی سے دو چھوٹی بریکٹس میں لکھا ہوا ہے۔ ہر حکایت کے شروع اور آخر پر چار چار سیاہ اور گلابی لائن لگائی گئی ہیں اگر کہیں صفحہ کے آخر میں اتنی جگہ رہ جاتی کہ اگلی حکایات کا عنوان اور اس کو شروع کرنا مشکل ہوتا تو وہاں پر آرائش کر کے جگہ کو پورا کیا گیا ہے اس مخطوطے میں مصنف کی طرف سے ترامیم واضافے کیے گئے ہیں ہے ان ترامیم واضافوں کے ساتھ مصنف کی طرف سے ایک صحیح کا نشان بھی لگایا گیا ہے۔ ان ترامیم کو متن میں جگہ دی ہے اور پہلے سے موجود شعر کو حواشی میں رکھا ہے تاکہ دونوں شعر محفوظ رہیں۔ مخطوطے کے آخر میں پیر بخش پیر نے ایک غزل بھی لکھی ہے جس کو ان کی شاعری کے حصے میں شامل کیا گیا ہے۔

حکایاتِ مختلفہ (گلزارِ دبستان بزبانِ پاکستان):

یہ مخطوطہ کپڑے کی جلد میں ہے اس پر حکایات مختلفہ لکھا گیا ہے۔ اوپر دائیں جانب UE-۳۶ کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر لگایا گیا ہے۔ یہ علاقہ کی مقامی لائبریری کا نمبر ہے۔ حکایات مختلفہ سائز میں ۷×۵ انچ ہے۔ یہ بے داغ مخطوطہ ہے۔ اندرونی طرف ابتدائی صفحہ پر اخبار کا ایک ٹکڑا لگا ہوا ہے ہے اس کے بعد ابتدائی صفحہ پر " ترجمہ گلزارِ دبستان بزبان پاکستان " لکھا ہے اس کے نیچے سادہ آرائش کی گئی ہے اور اس آرائش کے اطراف میں " مولوی پیر بخش احمدانی ساکن رسول پور تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان " درج ہے اس سے اگلے ورق پر حکایاتِ دبستان منظوم لکھا گیا ہے اس کے بعد متن شروع ہو جاتا ہے ہر ایک حکایت کا نمبر درج ہے اور حکایت کے اختتام پر اگر کہیں

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

نیچے جگہ خالی ہوتی تو آرائش کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس مخطوطے کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے حصہ اول اور حصہ دوم۔ حصہ اول میں کل ۱۶۱ کیسٹھ حکایات ہیں۔ حصہ دوم میں میں سنتالیس حکایات ہیں اور آخر پر ایک نظم " کسانوں کے سدھار" کے عنوان سے ہے جو تحفہ ءپیر میں اختلاف نسخ کے ساتھ شامل کی گئی ہے۔

تحفہ رئیس غازی:

تحفہ ءرئیس غازی گتے کی جلد میں محفوظ ہے جس پر جلی حروف میں " تحفہ رئیس غازی پیر بخش خان پیرؔ آف رسول پور" پر لکھا ہوا ہے سائیڈ پر ایک طرف سبز کلر میں گول دائرے میں آٹھ لکھا گیا ہے وہ مخطوطے کے دائیں جانب اوپر مقامی لائبریری کا نمبر UE-۲۵ لکھا ہوا ہے اندرونی جانب جب پہلا ورق پر نیلے قلم سے سے لکھا ہوا ہے کہ:

> " شخصیت پیر بخش خان پیر ہمارے بزرگوں میں سے ایک بزرگ ہیں۔ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ آپ سکول ماسٹر تھے۔ آپ کو گھوڑیوں کا شوق تھا۔ آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کا شمار اچھے شعراء کرام میں ہوتا ہے آپ احمد خان کے بیٹے اور آپ عبدالکریم اور حمیداللہ حاجی اعظم کے باپ تھے۔ آپ کو اللہ تعالی جنت الفردوس میں جگہ دے دے۔ از طرف :سیف الدین بلوچ " 88-12-24

لکھا ہوا ہے شاید یہ مخطوطہ ان کے زیرِ مطالعہ رہا ہو۔ اس مخطوطہ کے کل صفحات کی تعداد ۸۵ ہے ان صفحات میں ابتدائی ایک ورق جو تمہید اور فہرست والا ہے کل صفحات میں شامل نہیں ہے۔اس مخطوطے کی تمہید سے پیر بخش پیرؔ کے ان مخطوطات پر تصدیقی مہر ثبت ہوتی ہے جن مخطوطات پر پیر بخش پیرؔ کا نام درج نہیں ہے کہ وہ مخطوطات بھی پیر بخش پیرؔ صاحب کے زورِ قلم سے نکلے ہیں۔ لیکن اس تمہید سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ پیر بخش پیرؔ کو کن معاشی مسائل کا سامنا رہا ہو گا کیونکہ کہ وہ اس میں لکھتے ہیں کہ:

> " لہذا ان کتب کے نمونے یکجا کر کے چند روساء کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ اور استدعا کرتا ہوں۔ کہ کسی خیراتی فنڈ سے کسی ایک کتاب کے چھپوانے کی امداد فرما کر مشکور کریں۔ اجر عظیم ہو گا۔ گزشتہ زمانے میں بھی لکھنے والے تہیدست ہوا کرتے تھے۔روساء کی امداد سے ان کی تصانیف طبع ہوا کرتی تھیں ۔جو تاحال ہماری رہبری کا وسیلہ

ہیں۔راقم۔دعاگو مولوی پیر بخش احمدانی ساکن رسولپور تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان"

اس مخطوطہ کے آغاز میں میں حمد باری تعالی اور نعتِ رسول مقبول ﷺ لکھی گئی ہیں جو تقریباً اکثر مخطوطات میں مشترک ہیں اس مخطوطہ کو چار باب میں تقسیم کیا گیاہے جس میں باب اول از کریما دعاکے عنوان سے ہے اسی مخطوطے کی وجہ سے از کریما کہ کچھ عرصہ سے محفوظ رہ گئے ہیں کیوں کہ کریما کا اصل مخطوطہ تاحال دستیاب نہیں ہو سکا۔باب دوم میں گلستان، باب سوم میں بوستان اور باب چہارم میں مضامین مختلفہ (تحفہ پیر) سے نمونہ کلام کا انتخاب کرکے اس میں درج کیا گیاہے۔اس مخطوطہ پر کہیں بھی کوئی تاریخ درج نہیں ہے لیکن اس مخطوطہ کو راقم نے پیر بخش پیر کی زندگی کا آخری نسخہ مانتاہے اور اس میں جو ترامیم کی گئی ہیں ان ترامیم کو راقم نے اساسی مان کر ہر مخطوطہ میں بطور تصحیح متن کے طور پر درج کیا ہے۔

پیر بخش پیرؔ نے فارسی سے اردو میں منظوم تراجم کیے۔ان تراجم میں کئی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔جہاں تراجم میں ابلاغِ مفہوم کو اہمیت حاصل وہیں تراجم کا سلیس اور عام فہم ہوناضروری ہوتاہے اگر قاری ترجمہ پڑھ کر بھی مصنف کی بات کو سمجھ نہ سکے تو اس ترجمے میں ضرور کہیں کمی ہے کیوں کہ پیغام نہیں پہنچ رہا۔ان سے بڑھ کر مشکلات کا سامنہ اس وقت کرنا پڑتاہے جب مترجم کسی فن پارے کو منظوم انداز میں پیش کرتاہے۔پیر بخش پیر نے ابلاغِ مفہوم کے ساتھ سلیس اور رروان ترجمہ کیاہے۔ذیل میں فارسی حکایت، اردو ترجمہ اور پیرؔ صاحب کا ترجمہ پیش کیا گیاہے۔

حکایت :

روزے بادشاہے مع شاہزادہ بشکار رفت چوں ہو گرم شد بادشاہ و شاہزادہ لبادہ خود را بر دوشِ مسخرہ نہادند۔بادشاہ تبسم کرد و گفت اے مسخرہ! بر تو باریک خرست گفت بار دو خر۔

اردو ترجمہ:

کسی دن ایک بادشاہ شہزادے کے ساتھ شکار کو گیا جب ہوا گرم ہو گئی بادشاہ اور شہزادے نے اپنالبادہ مسخرا کے کاندھے پر رکھا۔بادشاہ مسکرایااور اس نے کہااے مسخرا تجھ پہ ایک گدھے کا بوجھ ہے اس نے کہا دو گدھوں کا بوجھ [۱۲]

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

پیر بخش پیرؔ کا منظوم ترجمہ:

گیا سیر کو بادشہ ایک روز (13681) گیا ساتھ اپنے پسر دل فروز
ہوئے اس کے ہمراہ بہت اہل کار (13682) پیادہ تھے کئی اور تھے سوار
کوئی مسخرہ بھی تھا شہ کا غلام (13683) جو ساتھ اُن کے رہتا ہر اک جا مدام
چلا بادشہ کے بھی ہمرکاب (13684) رہا کرتا شہ سے سدا بے حجاب
ہوا جب کے گرمی کا کچھ زور شور (13685) پسینے سے شہ ہو گیا شور بور
تو پھر گرم کپڑے اتارے سبھی (13686) پسر نے ہی والد کی تقلید کی
غلام آ کے ان کو اٹھانے لگا (13687) ہنسا بادشہ اور اس سے کہا
کہ یہ تم پہ ہے ایک گدھا کا بار (13688) کہا دو کا ہی ہے مرے شہر یار [13]

حکایت:

دہقانے ہر روز پنج نان میخرید۔ روز شخصے پرسید کہ ہر روز پنج نان خری میکنی آیا میخوری یا می افگنی گفٹ یکے می اندازم وبہ یکے ادائے قرض می بازم ویکے می نہنم ودو، وام می دہم۔ سائل ازیں مسائل در عجب ماند گفت ایں معمار ابارے معنی چہ باشد؟ دہقان گفت آنکہ می نہنم خود خوردم و آنکہ می اندازم نخوشد امن میدیم و آنکہ از وادائے قرض می کنم بہ پدرم میخورانم کہ در طفلی مارا ہم قرض دادہ بود وآنکہ قرض مید ہم بدوپشر عطائے کنم کہ در پیری بکار خواہد آمد

اردو ترجمہ:

کوئی دیہاتی (کسان) ہر روز پانچ روٹیاں خرید تا تھا۔ ایک روز کسی آدمی نے پوچھا کہ ہر روز پانچ روٹیاں خریدتے ہو کیا تم کھاتے ہو یا پھینک دیتے ہو۔ اس نے کہا۔ ایک کو میں ڈال دیتا ہوں اور ایک سے قرض ادا کرتا ہوں ہو اور ایک رکھ دیتا ہوں اور دو کو قرض میں دیتا ہوں۔ پوچھنے والا ان مسئلوں میں حیران رہ گیا۔ اور اس نے کہا اس معمے (پہیلی، بجھارت) کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ کسان نے کہا۔ وہ جو کہ میں رکھتا ہوں۔ میں خود کھاتا ہوں۔ اور وہ جو کہ میں ڈال دیتا ہوں ساس کو دیتا ہوں اور وہ جس سے قرض ادا کرتا ہوں اپنے ابا کو کھلاتا ہوں کیوں کہ بچپن میں ہم کو بھی اس نے قرض دیا تھا اور وہ جو کہ بطور قرض دیتا ہوں لڑکے کو دیتا ہوں جو کہ بڑھاپے میں کام آئے گا۔ [۱۴]

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

منظوم ترجمہ

کسی ایک دہقان کا ہے بیان (13681) خریدا ہی کرتا تھا جو پنج نان
کسی نے ہی پوچھا کہ اے نوجوان (13682) بتا اس قدر تُو کرے گا کہاں
تو خود کھاتا ہے یا کہ دے پھینکتا (13683) کہا سُن اگر ہے تُو سچ پوچھتا
کہا ایک تو پھینک دیتا ہوں میں (13684) کسی ایک کو رکھ ہی لیتا ہوں میں
سدا قرض میں دیتا ہوں ایک نان (13685) لیا کرتے ہیں قرض دو نوجوان
کہا یہ مُعمہ تو ہے بالیقین (13686) مری عقل ایسی نہیں دُور بین
کریں اس کی تشریح کچھ تو یہاں (13687) کہ ہو جائے مطلب بھی جس سے عیاں
کہا قرضہ میں دیتا ہوں ایک جو (13688) وہ دیتا ہوں میں اپنے ہی باپ کو
لیا تھا ہی طفلی میں قرضہ یہی (13689) ادا کر رہا ہوں لیکن اب تو وہی
کہا ایک جو کہ ہوں میں پھینکتا (13690) وہی ساس اپنی کو ہوں بھیجتا
جو رکھ لیتا ہوں ایک اپنے ہی گھر (13691) وہ کرتا ہوں پیٹ اپنے کی میں نذر
جو دیتا ہوں میں قرض میں دو دگر (13692) وہ کھاتے ہیں میرے ہی اپنے پسر
وہی آئیں گے پیری میں میرے کام (13693) ہوا رب کو منظور گر یہ نظام (15)

پیر بخش پیرؔ نے شیخ سعدی کے کلام کریما کو اردو اور فارسی کے تضمین کر کے خوب صورت انداز میں پیش کیاہے۔مثال کے طور پر شیخ سعدی کا ایک شعر ہے۔

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما کہ ہستم اسیر کمندِ ہوا
اے سخی ہمارے حال پر رحم فرما (اردو ترجمہ) کہ میں خواہش کے کمند کا قیدی ہوں۔(16)

اسی شعر کو پیر بخش نے اس طرح باندھا ہے۔کہ نیچے درج شعروں میں پہلے شعر میں پہلا مصرعہ شیخ سعدی کا دوسرا پیر بخش پیرؔ کا، دوسرے شعر میں پہلا مصرعہ پیرؔ صاحب کا اور دوسرا شیخ سعدی کا۔ پیر بخش پیر نے کریما میں اسی طرز پر تضمین کی ہے لیکن تضمین میں بھی مصرعوں کا آپش میں گہرا ربط ہے اور ابلاغ صاف ہے اور ایسا معلوم کہیں معلوم نہیں ہوتا کی یہ پیرؔ بخش نے تضمین لکھی ہے۔

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما (5709) کہ میرا نہیں کوئی تیرے سوا
گناہوں کی ذلت سے تو ہی چھڑا (5710) کہ ہستم اسیر کمندِ ہوا (17)

دوسری مثال:

درِ تکبر:

تکبر مکن زینہار اے پسر (5709) کہ ہے اس میں تری خطا سر بسر
ڈراتا ہوں تجھ کو ذرا ہوش کر (5710) کہ روزے زد ستش در آئی بسر
تکبر ز دانا بود نا پسند (5711) پرے اس سے پھرتے ہیں سب ہوش مند
کبھی اس کو کرتے نہیں وہ پسند (5712) غریب آید ایں معنی از ہوشمند (18)

منظوم تراجم میں سب سے اہم چیز علم بیان اور علم بدی کا استعمال ہوتا ہے پیر بخش پیرؔ نے منظوم تراجم نے علم بیان اور بدی کو خاص طور پر اہمیت دی ہے۔ خاص طور پر عروض و قوافی وغیرہ کا اہتمام استعمال ہوتا ہے پیر بخش پیر کے ہاں بھی منظوم تراجم میں بحور اور قوافی کا خاص طور پر دھیان رکھا گیا۔ کہیں بھی شاعری عروض میں شکم نظر نہیں آتا۔ یہ حکایت گلستان سعدی سے پیش خدمت ہے۔ ایک اچھے مترجم کے جو اوصاف ہوتے ہیں۔ وہ اب اس حکایت میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ نثر سے شاعری کے انداز میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ گلستانِ سعدی کی ہر حکایت میں آخر پر شیخ سعدی نے علیحدہ قطعہ یا فرد درج کیے ہیں۔ ان قطعات اور فرد کو پیر بخش پیرؔ نے علیحدہ سے منظوم نہیں کیا بلکہ اسی حکایت کے آخر میں جوڑ کر لکھ دیا ہے۔ ان فردیات اور قطعات کو عموماً اخلاقی سبق کہا جاتا ہے جو شیخ سعدی حکایت سے دینا چاہتے ہیں۔ وضاحت کے لیے راقم نت حکایت میں جہاں سے قطعہ اور فرد شروع ہوتا سامنے لکھ دیا ہے۔

حکایت(۷) کشتی پر بیٹھے ہُوئے غلام کی کہانی

ہوا شاہ کشتی پہ اک دن سوار (5877) غلام اس کا ہونے لگا بے قرار
یہاں تک کہ جاری کیا شور و غُل (5878) فراہم ہوئی اس پہ مخلوق کل
پریشان ہوا بادشہ اس قدر (5879) کہ موقوف کر دیوے اپنا سفر
اسی کشتی میں تھا کوئی اک حکیم (5880) لگا کہنے اے بادشاہِ عظیم
کہ رکھتا ہوں میں اس کی نادر دوا (5881) اگر حکم ہو تو کروں ابتدا

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

کہا آپ کا ہوگا احساں بڑا (5882) مسافر ہیں سارے بہت بد مزا
پکڑ کر ہی دریا میں ڈالا اسے (5883) کئی غوطے دے کر نکالا اسے
ہوا بعد لحظہ پھر ایسا خموش (5884) نہیں اس کو گویا ذرا بھر بھی ہوش
مسافر ہوئے سب بہت ہی نہال (5885) ہوا بادشہ کا بھی رفع ملال
تعجب سے شہ نے کیا یہ سوال (5886) بیاں کر اس کی خموشی کا حال
کہا غرق ہونے سے تھا بے خبر (5887) ہوا غوطے کھا کر اسے یہ اثر
کہ کشتی کو جانا غنیمت ہزار (5888) کیا ایک گوشے میں اب ہے قرار
مصیبت میں پھنستا جو انسان ہے (5889) اسے عافیت کی ہی پہچان ہے

(حکایت کا قطعہ)

تجھے تو نہیں بھاتی نانِ جویں (5890) مگر ہے ہمارے لئے بہترین
جو اعراف میں ہووے حوروں کی جا (5891) تو سمجھیں گی یہ تو ہے دوزخ نما
گر اعراف میں آئے ناری کہیں (5892) تو جانے گا اس کو بہشت بریں
بڑا فرق رکھتے ہیں یہ دو بشر (۵۸۹۳) (شعر) سنائیں گے خود آپ اپنی خبر
کوئی اپنے پہلو میں رکھتا ہو یار (5894) کوئی منتظر اور ہو بے قرار [19]

منظوم تراجم میں میں رعایت لفظی شادی کی گنجائش ہوتی ہے ہے کیونکہ کہ کسی شعر کا مفہوم ہو واضح کرنے کے لیے لیے رعایت لفظی کو برتا جاتا ہے پیر بخش پیرؔ کے ہاں بھی رعایت لفظی کے نمونے ملتے ہیں۔

منظوم ترجمہ عموماً مرکزی خیال یا جذبے کا امین اور عکاس ہوتا ہے پیر بخش پیر نے حکایات شیخ سعدی کا منظوم ترجمہ کیا ہے ان میں حکایات میں سعدی نے پندرہ و ناصح کو کہانی کے انداز میں موضوعِ سخن بنایا ہے پیر بخش پیرؔ کے ہاں بھی انھی مرکزی خیال اور جذبے کو منظوم تراجم میں دکھایا ہے۔

بوستان سے ایک حکایت پیش خدمت ہے۔ یہ شاعری کا منظوم ترجمہ ہے۔

حکایت: <u>فرمانرَوا کی خدمت میں مسکین کی فریاد</u>

سُنا ہے کہ مسکین زیرِ اطاق (9306) یہ کہتا تھا اَئے بادشاہِ عراق
کسی در کا تُو بھی ہے کا امیدوار (9307) ترے دَر پہ مسکیں ہیں ایسے ہزار

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

تُو کر اُن کی پہلے ہی حاجت رَوا (9308) خدا اِس میں تیرا کریگا بھلا
تُو کر درد مندوں کی کوئی سبیل (9309) نہ ہو گا کبھی درد سے تُو علیل
سدا درد مندوں کی آہ و فغاں (9310) پریشاں کرتی ہے شاہِ جہاں
نہیں رہتا اُن کا کبھی مُلک و مال (9311) ہر اِک چیز ہوتی ہر رُو بہ زوال
حرم ِمیں تُو سوتا ہے آرام سے (9312) خبر کچھ تو رکھ اِس کے انجام سے
سفر کر چلی ہے غریبوں کی آہ (9313) ترِے دَر پہ بیٹھے ہیں کئی داد خواہ
تُو بن اُن کا ہی آج فریاد رس (9314) خدا پوری کر دے گا تیری ہوّس[20]

منظوم ترجمہ کی زبان تکنیک، اسلوب اور ہیئت میں نئ اور دل کش ہونی چاہیے پیر بخش پیر کے ہاں بھی زبان تکنیک عمدہ اور ایک منفرد اسلوب ہے جس سے ان کا منظوم ترجمہ، ترجمہ کم معلوم ہوتا ہے بلکہ کہ ان کی تخلیق معلوم ہوتا ہے۔

پیر بخش پیرؔ کے منظوم تراجم میں کہیں ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ یہ ان کی تخلیق معلوم ہوتا ہے۔ پیر بخش پیر کے پاس لفظوں کے مترادفات کا ایک خرانہ ہے۔ منشور تراجم میں تو لفظوں کے مترادفات کا ستعمال ہوتا ہے لیکن منظوم تراجم میں مترادفات کے ساتھ ابلاغِ مفہوم اور شاعری کے اوزان کا بھی دھیان رکھنا ہوتا ہے۔ قافیہ ردیف کی بندش کی وجہ سے مترجم ایک طرح کی قید میں ہوتا ہے کہ اس نے اصل متن کے مصنف کے پیغام کو بھی دوسروں تک پہنچانا ہوتا ہے ساتھ میں اس فن پارہ کا ترجمہ بھی کرنا ہوتا ہے۔

پیر بخش پیرؔ کے تراجم یقیناً منظوم ترجمہ نگاری میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہوں گے۔ پیر بخش پیرؔ نہ صرف شیخ سعدی کی تصانیف کے منظوم تراجم کیے بلکہ انہوں نے مولاناروم کی مثنوی جلد اول کا منظوم ترجمہ کیا۔ یہ تراجم اُردو منظوم ترجمہ نگاری میں ایک اہم اضافہ ہیں۔ انہوں نے شاعری کا ترجمہ شاعری میں کیا اور نثر کا بھی منظوم ترجمہ کیا جو ان کی قادرالکلامی اور جدت پسندی کا ثبوت ملتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جمشید احمد کمتر، تاریخ احمدانی، حصہ اول، ملتان: گلگشت پرنٹنگ پریس، دسمبر ۱۹۹۹ء، ص:۹۰
۲۔ ایضاً ص:۶۱

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

۳۔ علاقہ کی عید گاہ کے پاس قبر مبارک ہے جس پر کتبہ درج ہے جس پر تاریخ پیدائش اور وفات ۱۹۶۳ء درج ہے۔ ساتھ ہی آپ کے بھائی غلام فرید کی بھی قبر مبارک ہے جس پر ان کی تاریخ پیدائش ۱۸۷۷ء اور تاریخ وفات ۱۹۵۷ء درج ہے۔

۴۔ انٹرویو، جمشید احمد کمتر بروز اتوار، ۲۰۲۱-۱۲-۰۵ بوقت شام ۴ بجے، رسول پور

۵۔ مرزا حامد بیگ، اردو ترجمے کی روایت، دوست پبلیکیشنز، اسلام آباد، ص:۴۰

۶۔ ظہور الدین، پروفیسر: فنِ ترجمہ نگاری، سیمانت پرکاش ۹۲۲، کوچہ روہیلا خان: نئی دہلی، سن ۲۰۰۶ء، ص:۱۳

۷۔ عنوان چشتی، ڈاکٹر، منظوم ترجمے کا فن، مشمولہ: ترجمے کا فن اور روایت مرتب، ڈاکٹر قمر رئیس، تاج پبلیکیشن ہاوس ۴۸۹ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی، ص:۱۵۱

۸۔ ایضاً، ص:۱۵۵

۹۔ شان الحق حقی "ادبی تراجم کے مسائل" مشمولہ: اردو زبان میں تراجم کے مسائل مرتب اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آبد، ۱۹۸۶، ص نمبر ۲۱۹

۱۰۔ گوبند پرشاد، بوستان مترجم، منشی نول کشور، کانپور، ۱۸۸۰ء، ص:۹۹

۱۱۔ پیر بخش پیرؔ، بوستان منظوم، قلمی نسخہ، ص:۴۲

۱۲۔ حضرت علامہ حلیم احمد اشرفی، چمن زار عندلیباں ترجمہ گلزارِ دبستان، نوریہ بک ڈپو، براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی، ص:۴۴

۱۳۔ پیر بخش پیر حکایاتِ مختلفہ، قلمی نسخہ، ص نمبر ۵

۱۴۔ حضرت علامہ حلیم احمد اشرفی، چمن زار عندلیباں ترجمہ گلزارِ دبستان، نوریہ بک ڈپو، براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی، ص:۸۶

۱۵۔ پیر بخش پیر حکایاتِ مختلفہ، قلمی نسخہ، ص:۶۷

۱۶۔ محمد فیض احمد اویسی، حضرت شیخ التفسیر مولانا حافظ، فیض رضا، مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ، بہاول پور، ص:۲

ISSN (**Print**): 2709-9636 | ISSN (**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber 2021)

۱۷۔ پیر بخش پیر، تحفہ رئیس غازی، قلمی نسخہ، ص:۸

۱۸۔ ایضاً ص:۱۲

۱۹۔ پیر بخش پیرؔ، گلستان منظوم، قلمی نسخہ، ص:۴۱-۴۲

۲۰۔ پیر بخش پیرؔ، بوستان منظوم، قلمی نسخہ، ص:۴۷